

محترم چیف جسٹس افسروں کی ترقی، تنزلی میں لاقانونیت کا نوٹس لجھے!

سرکاری زندگی بے حد عجیب چیز ہے۔ تقریباً تین دہائیاں قبل ایسے افسر موجود تھے جو کسی بھی سیاسی حکمران سے میراث پر بات کرنے کی حرمت رکھتے تھے۔ وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم کے غیر قانونی احکامات کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ مگر افسوسناک سانحہ یہ ہوا کہ سیاستدانوں نے خواہشات اور اقتدار کے ہوائی گھوڑے کیلئے سول سروں اور دیگر گروپوں کے افسران کو سامنے کا لارج دیدیا۔ اسکے ہاتھ میں سرکس والا کوزا بھی تھا دیا۔ جو اپنی طرز کے یاربائش باہوتھے، نوازے گئے۔ جس نے تھوڑا سا بھی اصول پسندی کی راہ پر چلنے کی کوشش کی، اسے کوئی بے مار مار کر کر پشت، حکومت خلاف اور ناہل قرار دیدیا گیا۔ فوجی حکومتوں میں بھی معاملات اتنے دگر گوں نہیں تھے۔ گزشتہ دس برس کے جمہوری دور نے سول سروں کے ادارہ کو نہ صرف بر باد کر دیا۔ بلکہ تمام اہل اور سنجیدہ شعار افسران کو کھڈے لائیں لگا کہ عضو متعطل بیاندیا گیا۔

جب بھی پر چند جید دانشور، بیور و کریمی کے متعلق بات کرتے ہیں تو چینی بند کرنا پڑتا ہے کیونکہ حقیقت میں ان لوگوں کو اندازہ ہی نہیں کہ سابقہ جمہوری حکومتوں نے سرکاری افسروں کے ساتھ کیا کیا مظالم روکنے کے۔ مہذب روایہ تو پسی ہے کہ نام نہ لکھوں۔ مگر وہ چاہتا ہے کہ ان حدود رجایت پسند افسروں کے کارنے سے بعزم نام درج کروں، جنہوں نے ملکی نظام کی چولیں بلاڈائیں۔ ”گلڈ گور نس“ کا زبانی ورود کرنے والے سیاستدانوں اور مخصوص افسروں نے ہمارے ملک کو کھلی چراگاہ بنادیا جہاں اسکے حواری کھل کر سونے اور چاندی کی گھاس چڑھتے رہے۔ نتیجہ یہ کہ آج تمام خوش بیانیوں کے باوجود ملک معاشری، اقتصادی اور اچھی حکومت کے حوالے سے دیوالیہ ہو چکا ہے۔ یہ لفظ سوچ کبھی کر استعمال کر رہا ہوں۔ ان افسروں کے طرز عمل نے اس درجہ نقصان پہنچا دیا ہے کہ اسکی بازگشت بین الاقوامی اداروں میں بھی سنائی دے رہی ہے۔ کیا آج سے تین برس قبل، پاکستان کے کرپٹ لوگوں کے سوئیں اکاؤنٹس سے پیسے کی واپسی کے عمل کو متعطل کرنا ملک دشمنی نہیں۔ بلکہ کیا یہ سو فصد غداری نہیں کہ چند افسروں نے ایک وزیر صاحب کو خوش کرنے کیلئے چوری کیے ہوئے ذاروں کی وطن واپسی ناممکن بنا دیا۔ اسکا انعام بھی حاصل کر لیا۔ چپ کر کے ایف بی آر سے اٹھے اور ساتھ ہی اس سے بھی بڑے بلکہ منغست بخشن اورے کے سر برہا گئے۔ نوحہ کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ مجروری ہے نام نہیں لکھ سکتا۔ مگر کیا یہ معاشری جزوں کا نئے والے افسر اس قابل تھے کہ انہیں ملک کے سیاہ و سفید کامالک بنادیا جائے۔ محترم زرداری، محترم نواز شریف اور محترم شہباز شریف بالکل درست کہتے ہیں کہ ہتائیے، ہم نے کون ساغلط کام کیا ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اہم ترین منصبوں پر ایسے قادر غلام بخادیے جنہوں نے اسکی آنکھ کے اشارے سے ہر جائز اور ناجائز کام کیا۔ اس میں کوئی صوبہ کسی سے پیچھے نہیں رہا۔ مگر سب سے زیادہ اس کی یہ کو پنجاب اور سندھ میں استعمال کیا گیا۔ جب ہر چیز تباہ ہو گئی، بہانہ بڑی کیا تو جمہوریت کا راگ ملکوں شروع کر دیا گیا ہے۔ اصل خوف تو کچھ اور ہے۔ ہر حاکم کو دل میں اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے کہاں کہاں، کس کس سے ظلم روا رکھا ہے۔ وہ جو مرضی ظاہر کریں۔ تقریبیں کریں۔ شفاقت کے دعوے کریں۔ دھیلی کی کر پہن نہ کرنے کا علاوہ دن میں سوبار کریں۔ مگر لوگوں کو ہر عمل یاد ہوتا ہے۔ ان رہنماؤں کے دل میں بھی چھانس چھتی ہے۔ جو ہر وقت یاد کرواتی ہے کہ حضور! آپ نے فلاں افسر، خلاف سیاستدان یا سرکاری عمال سے نااصافی کی ہے۔ یہی وہ خوف ہے جسکی وجہ سے اب تمام سابقہ حکمران اسکھے ہو چکے ہیں اور اصرار کر رہے ہیں کہ ایکش میں غلط ہارے ہیں۔ جناب! آپ نے تو خالیں کو زندہ ہر گور کر دیا۔ ابھی آپ کے ساتھ قدرتی انصاف کی ابتداء ہوئی ہے۔ ابھی سے اتنی بلند چینیں کیوں نکل رہی ہیں کہ مددگر کے پہاڑوں سے لیکر مال روڑ کے چورا ہوں تک ہر ایک کو صاف سنائی دے رہی ہیں۔

چھوٹی سی تحریک کے بعد، ایک ایسی نااصافی بلکہ ظلم کی داستان کی طرف آتا ہوں جس کا ذکر بہت کم ہوا ہے اور وہ اکثر مسائل کی جز ہے۔ سابقہ حکومت کو پنجاب میں دس برس مسلسل حکومت کرنے کا موقع مل۔ وزیر اعلیٰ بھی ایک ہی شخص رہا۔ اسی طرح، پانچ برس، مرکز میں تمام اختیاراتی لوگوں کے پاس رہا۔ سات آٹھ برس پہلے، پنجاب کے چند افسروں نے فہرستیں ترتیب کرنی شروع کر دیں کہ کونے افسر ہمارے ہیں اور کون سے افسر ہمارے نہیں ہیں۔ اس خوفناک اور مجرمانہ کام کو بھرپور سیاسی تحفظ حاصل تھا۔ قابل اعتراض بات یہ ہے کہ مقابلے کے امتحان میں کہیں نہیں پوچھا جاتا کہ مسلم لیگ ن کے احکامات پر ہر طریقے سے عمل کریں گے۔ یا پہنچ پارٹی کے لشکر میں شامل ہو کر کماڈو پوت بن جائیں یا تحریک انصاف کے نام پر میراث کے صحرائیں آبلہ پائی احتیاک کر لیں گے۔ آج بھی مقابلے کا امتحان حدود رجہ شفاف ہے۔

ان فہرستوں کو بنانے والے وہی بابو لوگ تھے جو سابقہ سیاسی قائدین کی ناک کا بال تھے۔ ہر وقت خوشامد میں مصروف رہتے تھے اور اسکی آڑ میں ہر طریقے سے لوٹ مار کر رہے تھے۔ شاکدھیں نہ آئے۔ سندھ کی طرح پنجاب میں بھی اچھی پوستنگ کیلئے پیسے کا عمل و خل رہا ہے۔ عرض کرنا چلوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گریڈ اٹھادہ یا انہیں کا افسر، مریضہ زین، بی ایم ڈی بیویا و کروڑ کی گاڑی بے نامی طریقے سے خریدے اور اپنی ناجائز دولت کی بدلت سماں "باندھ کر رکھ دے۔ درجنوں مثالیں موجود ہیں جس میں چند افسروں نے اس درجہ پہنچے کے کام نہیں کر لیے ہیں۔ اپنے گھروں میں لوہے کی متعدد تجویزیں رکھنی پڑیں۔ سندھ میں تو یہ کام تھہ خانے میں ہوتا تھا۔ مگر پنجاب میں تجویزیاں استعمال ہوتی رہیں اور آج بھی ہیں۔

سیاسی سفر اطروں کے ساتھ ملکر مخصوص افسروں نے ایک پوشیدہ حکمت عملی بنائی۔ جن لوگوں کو یہ ناپسند کرتے تھے، اسکے متعلق چھوٹی انکواڑیاں، جعلی روپرٹیں بنوانی شروع کر دیں۔ ہر حاکم کاں کا کچا ہوتا ہے۔ ماضی میں بھی یہی ہوتا ہا اور مستقبل میں بھی یہی ہو گا۔ ایماندار اور مختنی افسروں کی شہرت کو اس مقنی پالیسی کے تحت داغدار بنا دیا گیا۔ اس میں چند کرائے کے صحافی بھی بہت کام آئے۔ ان صحافیوں کے سرکاری گروہوں کو ہر انعام سے نواز گیا۔ دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ افسروں کو ترقی دینے والے سینٹرل سلیکشن بورڈ میں چن کرایے وفادار افسر تھیں کے اجابت ہی نہیں دی گئی۔ یعنی حکمت عملی دیکھیے۔ سینٹرل سلیکشن بورڈ کے غیر جانبدار افسر کو تھیات ہونے کی اجازت ہی نہیں دی گئی۔ مگر سلیکشن بورڈ کے فیصلہ کن رول ممبر ان اسکے خوش چیزیں، اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے جن بابوؤں نے ترقی کے تھت مرتبہ شدہ جعلی منقی روپرٹیں بھی سب کے اوکرنا تھا، وہ بھی اسکے۔ خفیہ اوراؤں میں اسکے احکامات کے تھت مرتبہ شدہ جعلی منقی روپرٹیں بھی سب کے سامنے۔ لازم ہے کہ اس صورت حال میں کسی بھی افسر کو جائز ترقی ملنا ممکن ہو چکا تھا۔ اس مانیا سے کوئی سرکاری افسر جیت نہیں سکتا اور نہ جیتے گا۔

یہی ہوا، ایسے ایسے بلند کردار والے افسروں کو عملی طور پر ذمہ کیا گیا کہ خدا کی پناہ۔ عدالتون میں دھکے کھا کر کی افسران ریناڑ ہو گئے، کچھ فوت ہو گئے اور کچھ ذہنی توازن کھو چکے۔ صرف ایک مثال سامنے رکھتا ہوں۔ ایک دوست جنکی ترقی ناجائز طور پر روکی گئی اور انہیں اگلے گریڈ یعنی ایکس میں پروموٹ کیا گیا۔ آج زندگی اور موت کی دلیزی کے درمیان ہے۔ اسکا تین چار نزوس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔ سارا دن مخصوص فرعون اور بد قماش افسروں کو بد دعا دیتا ہے جنہوں نے اسکے ساتھ ظلم کیا تھا۔ اسی طرح کی بے انتہا مثالیں ہیں کہ معتوب افسر حدود رجہ ذہنی مسائل کا شکار ہو گئے۔ اسی پالتو گردہ نے تھیہ کیا کہ اسکے مطابق، مختلف دھڑے کے کسی افسر کو کوئی اچھی پوستنگ نہیں دیتی۔ چون چن کر انہیں اسی جگہ پر تعینات کیا گیا، جہاں کوئی جائز سرکاری سہولت موجود نہ ہو۔ انکو مسلسل اذیت میں رکھا گیا بلکہ اسکے اہل خانہ اور بچوں کو بھی برابر کی سزاوی گئی۔ یہ ظلم صرف پاکستان یا یہ مفسر اس کے افسروں کے ساتھ نہیں ہو بلکہ ہر گروپ میں اس نااصافی کی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ صوبائی سطح پر بھی اونی روایہ قائم رکھا گیا۔ پنجاب کے ایک صوبائی افسر نے بتایا کہ سب سے بڑے افسر پروٹوکول نہ ملنے پر ان سے اس درجہ نادری ہو گئے کہ انہیں دس بدر ترقی سے محروم رکھا گیا۔